# 36835 - جھوٹی تہمت کی بنا پر بیوی کو طلاق دے دی

**سوال**

میرے اور بیوی کے مابین جھگڑا ہوا اور میں نے بیوی کی عفت و عصمت میں شک کرنے کی بنا پر بیوی کو طلاق دے دی، پھر بعد میں پتہ چلا کہ یہ سب الزامات جھوٹے اور تہمت لگائی گئی تھی، جن کی کوئی اساس و بنیاد نہ تھی، کیا یہ طلاق واقع ہو گئی ہے ؟

**پسندیدہ جواب**

الحمد للہ.

اگر تو آپ نے بیوی کو صرف ان اسباب کی بنا پر ہی طلاق دی تھی اور پھر واضح ہو گیا کہ وہ اس سے بری ہے تو یہ طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ یہ ایک سبب پر مبنی تھی، پھر اس سبب کا عدم وجود واضح ہو گیا.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ابن رجب رحمہم اللہ کا اختیار یہی ہے، اور معاصر علماء کرام میں سے شیخ محمد بن ابراہیم اور ابن عثیمین رحمہم اللہ کا فتوی یہ ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اگر یہ کہا جائے کہ: تیری بیوی نے زنا کیا، یا وہ گھر سے گئی اور وہ غصہ میں آ گیا اور کہنے لگا: اسے طلاق، تو طلاق نہیں ہوگی، ابن عقیل کا فتوی بھی یہی ہے، اور عطاء بن ابی رباح کا قول بھی یہی ہے، اور اسی کے قریب ابن ابو موسی نے ذکر کیا ہے، لیکن اس میں قاضی نے مخالفت کی ہے.

جب اپنی بیوی کو کہے کہ: اگر گھر میں داخل ہوئی اس لیے تجھے طلاق ( یعنی تیرے گھر میں داخل ہونے کی بنا پر ) تو جب وہ گھر میں داخل نہیں ہوئی تو اسے طلاق نہیں ہوگی کیونکہ اس نے کسی علت کی بنا پر طلاق دی ہے اس لیے اس علت کے بغیر طلاق ثابت نہیں ہوگی " انتہی

دیکھیں: الفتاوی الکبری ( 5 / 495 ).

مزید آپ قواعد ابن رجب الحنبلی ( 323 ) کا بھی مطالعہ کریں.

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

" ہمیں آپ کا خط ملا جس میں آپ نے آپ نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے متعلق فتوی مانگا ہے، آپ نے بیان کیا ہے کہ: آپ نے بیوی کے بارہ میں ایك خبر سنی تو غصہ میں آ گئے اور اسے تین طلاق دے دیں، اور اس کے بعد وہ خبر جھوٹی ثابت ہوئی اور ثابت ہوا کہ یہ خبر تو سچائی اور حقیقت سے بالکل عاری تھی.

آپ نے دریافت کیا ہے کہ آیا یہ مذکورہ طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں، کیونکہ وہ اس افواہ سے بری ہو چکی ہے جو اس کے متعلق پھیلائی گئی تھی ؟

الجواب:

الحمد اللہ:

اگر حالت وہ ہے جو آپ نے بیان کی ہے اور آپ نے اسے اس جھوٹی خبر کی بنا پر ہی طلاق دی تھی، تو علماء کرام کے صحیح اقوال میں سے صحیح قول یہی ہے کہ عقود میں قصد کا اعتبار کرتے ہوئے یہ طلاق واقع نہیں ہوئی.

اس بنا پر یہ طلاق لغو ہو گی اور شمار نہیں ہوگی، اور آپ کے لیے پہلے عقد نکاح سے ہی وہ عورت حلال ہے، اس لیے نہ تو رجوع کرنے کی ضرورت ہے، اور نہ ہی نیا نکاح کرنے کی " انتہی

دیکھیں: فتاوی محمد بن ابراہیم ( 11 ) سوال نمبر ( 3159 ).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جس نے بھی اپنے قول کی بنیاد کسی ایسے سبب پر رکھی جو نہ پایا گیا ہو تو اس کے قول کا کوئی حکم نہیں، اور اس قاعدہ کی کئی ایك فروعات ہیں جن میں سے اہم ترین یہ ہیں:

بعض لوگ جو طلاق دینے کا اقدام کرتے ہیں: مثلا کہتے ہیں: اگر فلاں کے گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق، اس بنا پر کہ اس کے گھر میں موسیقی وغیرہ کے آلات پائے جاتے ہیں پھر یہ واضح ہوتا ہے کہ اس کے پاس تو ایسی کوئی چیز نہیں تو کیا اگر وہ اس کے گھر داخل ہوئی تو اسے طلاق ہو گی یا نہیں ؟

الجواب:

اسے طلاق نہیں ہوگی، کیونکہ یہ ایسے سبب پر مبنی تھی جس کا نہ ہونا واضح ہو گیا، اور یہ شریعت اور واقع کے مطابق قیاس ہے " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع ( 6 / 245 ).

والله اعلم .